امام عبداللہ بن وہب رح

(۱۲۴ھ—۱۹۷ھ)

عبدالرشید عراقی

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں جن حضرات نے مشرق و مغرب میں اُن کے فقہی مسلک کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ان میں امام عبداللہ بن وہب سرفہرست ہیں۔

امام عبداللہ علم و فضل کے اعتبار سے اپنے دَور میں ایک امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ تمام علومِ اسلامیہ میں یگانہ روزگار تھے۔ حدیثِ نبوی ﷺ پر اُن کو عبورِ کامل تھا اور حدیثِ نبوی سے مسائل کے اجتہاد اور استنباط میں ان کو ملکہ حاصل تھا۔ اس لئے علمائے اسلام نے ان کو جلیل القدر محدث کے ساتھ مجتہد بھی لکھا ہے۔ (۱) علم حدیث میں ان کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ اس لئے اربابِ سیر نے ان کی عدالت و ثقاہت کا اعتراف کیا ہے اور ان کو ثقہ کہا ہے۔ مؤرخ ابن خلکان لکھتے ہیں:

کان احد ائمة عصره ''اپنے زمانہ کے ائمہ میں سے تھے۔''(۲)

حافظ ذہبی نے '' احد الائمة الاعلام '' لکھا ہے۔ (۳)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

> ''عبداللہ بن وہب اپنے زمانے میں حجت تھے۔ تمام لوگ ان کی مرویات پر کمال وثوق اور اعتماد رکھتے تھے۔ وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے، بلکہ خود مجتہد تھے، البتہ طریقہ اجتہاد و تفقہ میں وہ امام مالک اور لیث بن سعد کا اتباع کرتے تھے۔''(۴)

امام عبداللہ بن وہب ۱۲۴ھ میں مصر میں پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ قریش کی شاخ بنوفہر کے غلام تھے۔ (۵)

۱۷ سال کی عمر میں تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے۔

اساتذہ

ابن وہب نے جن نامور محدثین کرام سے اکتساب فیض کیا ان میں سے چند ایک مشہور اساتذہ یہ ہیں:

امام مالک بن انس، یونس بن زید، ابن جریج، حیوۃ بن شریح، لیث بن سعد اور امام سفیان بن عیینہ (۶)

تلامذہ

جن ائمہ کرام اور محدثین نے ابن وہب سے استفادہ کیا ان میں سے مشہور یہ ہیں:
عبدالرحمٰن بن مہدی، یونس بن عبدالاعلیٰ، ربیع بن سلیمان اور احمد بن صالح وغیرہ۔ (۷)

جامعیت

امام عبداللہ بن وہب نے سب سے زیادہ اکتساب فیض امام مالک سے کیا۔ ان کی خدمت میں ۲۰ سال گزارے اور حدیث کی تحصیل کے ساتھ فقہ میں بھی استفادہ کیا۔ اس لئے ابن وہب کو فقہ میں بھی کمال حاصل تھا۔ حدیث اور فقہ میں جامع الکمالات تھے۔ ان کے تلمیذ رشید یونس بن عبدالاعلیٰ فرماتے ہیں:

''ابن وہب حدیث، فقہ اور عبادات تینوں کے جامع تھے''۔ (۸)

امام مالکؒ سے تحصیل علم کے بعد جب ابن وہب اپنے وطن مصر چلے گئے اور درس وتدریس اور تعلیم وتعلم میں مصروف ہوئے تو امام مالک سے ان کا تعلق خط وکتابت کے ذریعہ قائم رہا۔

امام مالکؒ ان کے تبحر علمی کے معترف تھے اور جب ان کو خط لکھتے تو خط کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی:

" الی عبداللہ بن وهب فقيه مصر ای مفتی مصر " لیکن ابن وہب از راہِ ورع واحتیاط فتویٰ دینے سے اجتناب کرتے تھے۔ (۹)

عہدۂ قضاء سے انکار

ابن وہب کے علم وفضل اور اُن کی شہرت ومقبولیت سے حکومت وقت باخبر تھی۔ اس لئے والئ مصر عباد بن محمد نے ان کو عہدۂ قضا پیش کیا، مگر آپ نے معذرت کی۔ اس نے جب زیادہ دباؤ ڈالا تو آپ غائب ہو گئے۔ والئ مصر نے غصہ میں آ کر آپ کا گھر جلا دیا، مگر اس کے باوجود بھی آپ نے عہدۂ قضاء کو قبول نہ کیا۔ (۱۰)

سیرت وکردار

سیرت وکردار اور اخلاق وعادات کے لحاظ سے ابن وہب بلند مرتبہ ومقام کے حامل تھے۔ بہت زیادہ عبادت گزار تھے۔ خشیت الٰہی کا اُن پر بہت زیادہ غلبہ تھا۔ قیامت کی ہولناکیاں یاد کر کے ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور بسا اوقات ان کو غش آ جاتا۔

میدانِ جہاد کی پُرشور زندگی علم وفن کی پُرسکون زندگی کے ساتھ بہت کم جمع ہوتی ہے، مگر تبع تابعین میں امام ابن مبارک اور امام ابن وہب ان دونوں اوصاف کے جامع تھے۔ ابن وہب نے پورے سال کو تین کاموں میں تقسیم کر دیا تھا:

چار ماہ درس وتدریس کے لئے — چار ماہ سفر حج کے لئے

چار ماہ باطل کو سرنگوں اور حق کو غالب کرنے کی جدوجہد کے لئے۔ (۱۱)

تصنیف

ابن خلکان لکھتے ہیں:

وله مصنفات في الفقه معروفة

"علم فقہ میں ان کی تصانیف معروف ومشہور ہیں۔" (۱۲)

وفات

امام ابن وہب نے شعبان ۱۹۷ھ میں ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ امام

سفیان بن عیینہ کو جب ان کے انتقال کی خبر ملی تو فرمایا:

"انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ یہ عامۃ المسلمین اور خواص اہلِ علم دونوں کا حادثہ ہے"۔ (۱۳)

حواشی

۱) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۷۸

۲) ابنِ خلکان: تاریخ ابنِ خلکان' ۱/۲۴۱

۳) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۷۸

۴) شاہ عبدالعزیز دہلوی: بستان المحدثین' ص ۱۲

۵) ابنِ خلکان: تاریخ ابنِ خلکان' ۱/۲۴۱

۶) ابنِ حجر: تہذیب التہذیب' ۶/۴۷

۷) ابنِ حجر: تہذیب التہذیب' ۶/۴۷

۸) ابن حجر: تہذیب التہذیب' ۶/۴۷

۹) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۸۰

۱۰) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۸۰

۱۱) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۸۰

۱۲) ابنِ خلکان: تاریخ ابنِ خلکان' ۱/۲۴۲

۱۳) ابنِ حجر: تہذیب التہذیب' ۶/۴۷

بقیہ: فکر اسلامی کا عظیم سرمایہ

کی روشنی میں اسلامیات کی اس قسم کی کتابوں میں اسلام کو ایک عقلی اور علمی نظریہ کے طور پر پیش کرتے ہوئے ان دو سوالوں کا نہایت ہی تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں۔

(۳) اگر ہم نے اسلامی تعلیم کو ملک کے اتحاد کا ایک ذریعہ بنانا ہے تو یہ ضروری ہے کہ ہم لفظ تعلیم کے مفہوم کو وسعت دے کر اس میں نہ صرف یونیورسٹی' کالج اور سکول کی تعلیم کو بلکہ اس تعلیم کو بھی شامل کریں جو اور ذرائع سے انسان اور کائنات کے متعلق پاکستانی فرد کے نقطۂ نظر پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ ان ذرائع میں مطبوعات (اخبارات' رسائل اور کتابیں) خواہ وہ ملک کے اندر تیار کی گئی ہوں یا باہر سے آئی ہوں' اور پبلک جلسوں میں ہونے والی تقریریں' اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگرام اور غیر ملکی یا ملکی فلمیں شامل ہیں۔ اگر ہم ان ذرائع تعلیم کو اسلام کی واقفیت اور محبت پیدا کرنے کے لئے استعمال نہ کریں گے تو وہ کسی نہ کسی رنگ میں لازماً اس مقصد کے خلاف معرضِ عمل میں آئیں گے اور قومی اتحاد پیدا کرنے کی اس کوشش کو بہت حد تک کالعدم کر دیں گے جو یونیورسٹی' کالج اور سکول کی طرف سے ہو رہی ہوگی۔ (ایضاً)

(جاری ہے)